"ہم مذہب کے نام پر کودو دینے کے سخت خلاف ہیں۔ کانگریس کا کرناٹک میں مسلمانوں کو ۴ر فیصد کا کوٹہ دینا محض لالی پاپ ہے۔"
-امیت شاہ (وزیر داخلہ)

سنڈے میگزین

"پی ایم مودی ایک ذہین شخص اور میرے بہترین دوست ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ صرف معاملے پر ہم دونوں بہتر طریقے سے کام کریں گے۔"
-ڈونالڈ ٹرمپ (امریکی صدر)

عیدالفطر؛ تہوار ایک، خوشیاں ایک سی، مگر جشن منانے کا انداز جُدا جُدا!

نیوزی لینڈ، سعودی عرب، مصر، آئس لینڈ، ترکی، سنگاپور، مراکش، انڈونیشیا اور افغانستان میں عید منانے کا انداز منفرد اور دلچسپ ہے۔ یہاں برسوں سے عید اسی طرح منائی جارہی ہے، یہ روایتیں آج بھی قائم ہیں

انقلاب ڈیسک
inquilab@mid-day.com

کل دنیا کے متعدد ممالک میں عیدالفطر منائی جائے گی جبکہ چند ممالک آج عید کا جشن منا رہے ہیں۔ ہر ملک کا عید منانے کا اپنا الگ انداز ہے۔ لیکن عید کے موقع پر میٹھا پکوان بنانا، ہر ملک میں مشترک ہے۔ لوگ رشتہ داروں اور عزیزوں کے ساتھ مل کر عید کی خوشیاں مناتے ہیں اور میٹھے پکوان ایک دوسرے کو تقسیم کرتے ہیں۔ عید اور دیگر خوشی کے مواقع پر نفعت الٰہی کا شکر کرنے، نیا یا صاف ستھرا لباس پہننے، خوشبو کے ساتھ ایک دوسرے سے ملاقات کرنے، تحائف دینے، غریبوں کی خیر خواہی کرنے، رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے اور ذکر اللہ اور درود پاک کی کثرت کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

یاد رہے کہ مسلمانوں کی عید کا فلسفہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر، مناجات و دعا، ایثار و قربانی اور باہمی اتحاد و یکجہتی ہے۔ اتحاد و یگانگت اسلامی تہواروں کا مرکز ہیں۔ اس دن نماز عید کو "بڑے مجمع" کے ساتھ ادا کرنا واجب قرار دیا گیا ہے، یہی وجہ ہے کہ دنیا کا ہر مسلمان عیدالفطر کی نماز عیدگاہ میں ادا کرنا چاہتا ہے۔ اسلامی ممالک میں عید کے دن روایتی پکوان بنانے جاتے ہیں اور مختلف قسم کے کھیلوں کا انعقاد کیا جاتا ہے جبکہ بیشتر ممالک میں میلے لگتے ہیں جن میں روایتی ماحول میں مختلف قسم کی اشیاء خریدی جاسکتی ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ عید کے موقع پر برصغیر میں ایسے میلے خاص طور پر بچوں کیلئے لگتے ہیں۔

نیوزی لینڈ میں کارنیول

یہاں کے ایڈن پارک، آکلینڈ میں ایک عظیم الشان کارنیول کا انعقاد کیا جاتا ہے جس میں کھانے پینے سے لے کر گھر کی سجاوٹ تک کی چیزیں خریدی جاسکتی ہیں۔ آکلینڈ میں عید منانے والے مسلمان اس کارنیول میں ضرور شرکت کرتے ہیں اور اپنی پسند کا سامان کم داموں میں خریدتے ہیں۔ اسی کارنیول میں فوڈ فیسٹیول بھی منعقد ہوتا ہے جہاں روایتی مسلم پکوان فروخت ہوتے ہیں۔ ان دنوں کارنیوز میں مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی شرکت کرتے ہیں۔

ترکی: ہاتھوں کو بوسہ دیا جاتا ہے

یورپ اور ایشیا دونوں براعظموں میں شمار ہونے والے اس ملک میں عید کی صبح نماز کے بعد بچے دوڑتے ہوئے اپنے بزرگوں کے پاس جاتے ہیں، ان کے ہاتھ چومتے ہیں اور دعائیں لیتے ہیں۔ ہاتھ چومنا ظاہر کرتا ہے کہ بچے اپنے بزرگوں کا احترام کرتے ہیں۔ یہ بچوں کے درمیان ایک طرح سے مقابلہ ہوتا ہے کہ سب سے پہلے کون بزرگوں کے ہاتھ چومے گا۔ خاندان کے بڑے، بچوں کو مٹھی اشیاء (گھریلو بنی ہوئیں) اور پیسے دیتے ہیں۔

سنگاپور میں روشنیاں

سنگاپور میں گیلانگ سرائے (قدیم ترین بالائی بستیوں کا علاقہ) روشنیوں میں نہایا ہوتا ہے اور شام ہوتے ہی بازار لگ جاتے ہیں۔ بازار میں کھانے پینے کی سیکڑوں اشیاء ہوتی ہیں۔ یہاں کے لوگ عید پر مختلف قسم کے پکوان کھانے کے شوقین ہوتے ہیں۔ یہ روشنیاں ۵۰ دسمبر زائد رنگوں کی ہوتی ہیں۔ بازار میں سو سے زیادہ اسٹال لگتے ہیں اور کبھی روایتی مالائی پکوان پیش کرتے ہیں۔ ان اسٹالز پر ضرورت مندوں کو مفت کھانا تقسیم کیا جاتا ہے۔

سعودی عرب کا خاص پکوان

اسلام کے مقدس مقامات والی سرزمین کے مسلمان صبح بیدار ہونے کے بعد سب سے پہلے کھجور کھاتے ہیں۔ نماز فجر اور پھر نماز عید کی ادائیگی تک کچھ بھی کھاتے پیتے نہیں ہیں۔ یہ چند گھنٹوں کا روزہ ہوتا ہے۔ نماز سے لوٹنے کے بعد "گھبی" کھایا جاتا ہے اور پھر رشتہ داروں وغیرہ سے ملنے کا اہتمام ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ گھبی ایک قسم کی کوکی یا بسکٹ ہے جسے مختلف انداز میں تیار کیا جاتا ہے۔ تاہم عید پر اسے گلاب کی پتیوں سے بنایا جاتا ہے۔

قاہرہ، مصر میں نماز عید کے بعد شیری خوشیاں مناتے ہوئے۔ فائل فوٹو

مراکش میں پکوانوں کی بہار

یہاں عید کی نماز کے بعد جب نمازی مسجد کے باہر نکلتے ہیں تو خوبرو جوان، گھوڑے کی بڑے بڑے قتال اور پانی کی بوتلیں لے کر کھڑے ہوتے ہیں۔ اور نمازیوں میں گھوڑ اور پانی تقسیم کیا جاتا ہے۔ عید پر مراکش کا مشہور بین کیک "مسمن" اور "بغریر" بھی بنایا جاتا ہے جسے دشت میں پودینے کی چائے کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔ یہاں کے مرد ملک کا روایتی لباس "جلابہ" اور "جوتے" بلغہ پہنتے ہیں جبکہ خواتین خوبصورت رنگوں کے کفتان پہننے کو ترجیح دیتی ہیں۔

انڈونیشیا میں "مودک"

عید سے چند روز قبل کمپنیاں کو اپنے ملازمین کو لازمی طور پر تنخواہیں دینی ہوتی ہیں تاکہ وہ بھی اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھی طرح عید منا سکیں۔ عید پر انڈونیشیا کے لوگ، خاص طور پر گھر کی خواتین "لاپس لیوٹ" نامی ایک کیک بناتی ہیں جس میں کئی تہیں ہوتی ہیں۔ یہاں "مودک" کی روایت ہے۔ بقیہ عید منانے کی غرض سے اپنے گھر لوٹنا۔ شہریوں کی بڑی تعداد اپنے آبائی وطن کا رخ کرتی ہے جس کیلئے حکومت کو فل جمل کی مفت سہولت فراہم کرنی ہوتی ہے۔

مصر میں دریائے نیل کے کنارے

مصر میں صبح عید کی نماز ادا کرنے کے بعد لوگ رنگ برنگے غبارے اڑاتے ہیں، اور اپنی زندگی کے ایک نئے اور بہتر دور کی شروعات کرتے ہیں۔ لوگ بزرگوں سے ملاقات کرتے ہیں۔ مصر میں عید منانے کا خاص مقصد یہ ہوتا ہے کہ پورا خاندان اس میں شریک ہو۔ دریائے نیل کے کنارے پر دن کا آغاز مسجد میں خصوصی دعا سے ہوتا ہے، جس کے بعد خاندان ایک روایتی ناشتے کیلئے جمع ہوتے ہیں جسے "فتّہ" کہا جاتا ہے۔ یہ چاول، گوشت اور روٹی کا پکوان ہے۔

افغانستان میں انڈوں کی جنگ

عید کی نماز کے بعد لوگ دوستوں سے ملنے جلنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس موقعہ میں تمام دوست کسی ایک دوست کے گھر پر جمع ہوتے ہیں اور عید کی خوشیاں مناتے ہیں۔ عید پر "تخم جنگی" (انڈوں کی جنگ) کا خاص اہتمام ہوتا ہے۔ انڈوں کے چھلکوں پر رنگ کرکے انہیں ابلا جاتا ہے اور پھر لوگ ان سے مقابلہ کرتے ہیں۔ اس میں حریف کے انڈے کو توڑنا ہوتا ہے، لیکن اس کھیل میں اپنے انڈے کو بچایا جاتا ہے۔ اس پر ایک دراز مدتی شرط بھی لگائی جاتی ہے۔

انس لینڈ میں مل جل کر ناشتہ

آئس لینڈ میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے۔ یہاں کے لوگوں کا عید منانے کا انداز دلچسپ ہے۔ عید پر لوگ اپنے اپنے گھروں سے مختلف پکوان لے کر مسجد آتے ہیں۔ نماز عید اور طویل دعا کے بعد تمام افراد مسجد کے بیرونی حصے میں اپنے اپنے پکوان سجاتے ہیں اور سب مل جل کر ناشتہ کرتے ہیں۔ یہ روایت برسوں سے جاری ہے۔ ناشتہ کے بعد لوگ ایک دوسرے کے گھر جاتے ہیں۔ اس دن لوگ ملک کے پرکشش مقامات کی سیر بھی کرتے ہیں۔

ہندوتوا کی سیاست: تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کریگی

مبشر اکبر
qureshi.mubasshir@mid-day.com

ہندوستان میں گزشتہ ۱۰ر برس میں مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے اس سے عالمی برادری میں گوتم بدھ، گاندھی اور نہرو کے ہندوستان کی جو شبیہ بنی تھی اور آج بھی ہندوستان کی شناخت ہے، اسے گہرا دھچکا لگا ہے۔ امریکی وزارت خارجہ کی دیگر محکموں میں مذہبی آزادی پر نظر رکھنے والی تنظیمیں نے ہندوستان کے حالات اور واقعیتوں کے ساتھ سلوک پر گہری تشویش ظاہر کرتے ہوئے اس پر مسلسل نگرانی کی ضرورت پر زور دیا ہے۔ جمہوریت، مذہبی اور شخصی آزادی، میڈیا کی آزادی وغیرہ میں ہندوستان کی عالمی رینکنگ نچلی ترین سطح پر پہنچ چکی ہے۔ یہاں تک کہ جیوسائیڈ واچ نام کی تنظیم نے مہر سے ۵ر سال قبل ہی آگاہ کردیا تھا کہ دنیا میں نسل کشی کے جو ۱۰ر مراحل ہوتے ہیں، ہندوستان ان میں سے ۸ر مراحل پار کرچکا ہے مگر ان سب سے بے فکر بی جے پی لیڈران سیاسی فائدہ کے لئے آئین ہندی میں نہیں بلکہ خود ہندو مذہب کی شاندار روایات کو پامال کررہے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آر ایس ایس جس مذہب کی بڑی ہی کردار باہر ہے، وہ ہندو مذہب ہی نہیں۔ اسی فرق کو اہل علم مذہبی بار بار ظاہر بھی کررہے ہیں کہ سنگھ پریوار کے جو ہندوتوا سے اصل ہندو مذہب کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کٹر فرقہ پرست عناصر مجسموں کے تہوار ہولی پر مسجدوں، کوتر پالوں سے ڈھک کر کھلے ہی خوشیاں منائیں، مساجد اور مسلمانوں کے خلاف بھلے ہی وہ طومار باندھ لیں، وقف بل کے [illegible] کی جائیدادوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں، وہ بھلے ہی یہ سوچ کر خوش ہوں کہ انہوں نے مسلمانوں کو ایک اور ذہنی اذیت پہنچا دی، ان کو ہندوؤں کے سامنے سر جھکانے پر مجبور کردیا، اپنے پیروں پر ان کی ناک رگڑوادی لیکن دراصل انہوں نے اصل ہندو مذہب اور ہندوستان میں کثرت میں وحدت کی شاندار روایت کو سر بازار رسوا کیا ہے۔ تاریخ ان کے اس جرم کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔ انہوں نے ہمیشہ کے لئے اپنی گردنوں میں ذلت کا طوق ڈال لیا ہے۔ ہندوستان میں ۲۰۱۴ء یعنی 'مودی یگ' کے آغاز کے بعد سے بہت کچھ بدل گیا ہے جس کی سب سے بڑی مار مسلمانوں پر پڑ رہی ہے۔ دراصل مودی کی شناخت ہی گجرات کے مسلم کش فسادات اور گجرات میں ان کی حکومت کی مکمل مسلم دشمنی سے ہے۔ مودی کی دیکھا دیکھی ہر سیاسی لیڈر کو لگنے لگا کہ آج ہندوستانی سیاست میں آگے بڑھنے کا سب سے کامیاب اور تیر بہ ہدف نسخہ مسلم دشمنی ہے، اور پھر جیسے مقابلہ آرائی شروع ہوگئی ہے۔

ہندوستان میں ۲۰۱۴ء یعنی 'مودی یگ' کے آغاز کے بعد سے بہت کچھ بدل گیا ہے

یہاں کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہندوتوا کی آئیڈیالوجی اتنی نازک اور کمزور ہے کہ اس کی جتنی زیادہ تشہیر ہوتی ہے اتنی ہی تیزی کے ساتھ اس کی کمزوریاں واضح ہوتے جاتی ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی واضح ہوتے جاتا ہے کہ اس کی آئیڈیالوجی پر جتنا زیادہ عمل کیا جائے گا اتنا زیادہ نقصان اطراف ملک اور بطور شہری ہم اپنے آپ کو پہنچائیں گے۔ اس کے باوجود اب تک اس کے نقصانات کا جائزہ نہیں لیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر ہندوتوا لوادیوں نے گئو نوش کی جتنی کے نام پر پورے ملک میں ایک طرح سے بڑے جانوروں کے ذبیحے پر پابندی لگوادی ہے۔ اس کا کوئی فائدہ ممکن ہے کہ ان ہندوتوا لوادیوں کو نظر آتا ہو لیکن ہمیں تو سراسر نقصان ہی نظر آتا ہے۔ ذبیحے پر پابندی لگنے کی وجہ سے جانوروں کی فروخت بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ اس سے کسانوں کو جو خاندانی دو اہل جاتا تھا وہ کم ہوگیا۔ ساتھ ہی دیہی معیشت کا ایک اہم جزو جانوروں کے بازار تھے، اب ان بازاروں میں کاروبار نہ کے برابر ہوگیا ہے۔ اس کی وجہ سے دیہی معیشت کا کتنا برا حال ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہاں لوگوں کے پاس خرچ کرنے کے لئے پیسہ نہیں ہے۔

کچھ یہی حال اتر جو بدھیسے قوانین کا ہے جو محض طرفہ نہ کی بنیاد پر لائے گئے اور اس کے ذریعے مسلمانوں کو نشانہ بنانے کی کوشش کی گئی لیکن اس کی وجہ سے ہندوتوا لوادی خود اپنی ہی پول کھولنے میں مصروف ہیں۔ وہ اس قانون کے ذریعے اپنی گھمنڈی بے بسی کا اعتراف کررہے ہیں۔ ساتھ ہی اس کی کرتوتوں کی وجہ سے ان جوڑوں پر بھی روشنی پڑ جاتی ہے جو اس طرح کی شادیاں کرنے کے بعد بہت خوش ہیں۔ یہ مہم ہندوتوا کے لئے معکوس اثرات کا سبب بن رہی ہے۔ شاید اب تک ان کے ارباب کو یہ بات سمجھ میں نہیں آئی ہے لیکن جب تک سمجھ میں آئے گی پی آئیڈیالوجی اور اس کی سیاست ختم ہوچکی ہوگی۔ کچھ یہی حال مغلی بادشاہوں کے خلاف مہم مساجد کے خلاف مہم، شعائر اسلام کے خلاف مہم کا بھی ہوگا۔ جب سے اورنگ زیب اور دیگر مغلی بادشاہوں کے خلاف مہم چھیڑی گئی تب سے ان کی طاقت میں کم اور مخالفت میں زیادہ واقعی سامنے آرہے ہیں۔ کل تک جن لوگوں نے مغلوں کی تاریخ کا نہایت سرسری مطالعہ کیا تھا آج وہ بھی اس کے تعلق سے سنجیدگی سے غور کررہے ہیں۔ مساجد کے تحفظ سے متعلق مذہبی مہم چلائی جارہی ہے اتنا ہی برادران وطن کی جانب سے مساجد کے تئیں محبت اور ان کی حفاظت کا جذبہ بڑھتا جارہا ہے۔ ساتھ ہی اسلام کی تعلیمات پر سوشل میڈیا پر ان ہندو تنظیمیں زیادہ تنقید ہورہی ہے جتنی شاید کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اسلامی پیغامات کو عام کرنے کا سلسلہ سوشل میڈیا کی وجہ سے جتنا مستحکم ہوگیا ہے، وہ اگر ہندوتوا لوادی دیکھ لیں تو بھاگ جائیں گو ان کے گھوڑے سے لگے اور سر پیچھے کی طرف گھیجے۔ ہمارے خیال میں شرمیں خیر پوشیدہ ہے کا قول غالباً ہی موقع کے لئے کہا گیا ہوگا کیوں کہ ہندوتوا لوادی جتنی تنقید کررہے ہیں اتنا ہی زیادہ عام ہندوؤں کا تجسس بڑھ رہا ہے اور وہ شعائر اسلام کو سمجھنے کی کوشش کررہے ہیں۔

ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہندوتوا بہت کمزور اور اندر سے انتہائی کھوکھلا نظریہ ہے جس کی بنیاد صرف نفرت ہے اور جن نظریات کی بنیاد نفرت پر رکھی جاتی ہے وہ جلد ہی فنا ہوجاتے ہیں۔ ■

صحت اور حیاتیات کے شعبے میں اے آئی کا کردار

اے آئی نئے کیمیکلز بنا سکتا ہے۔ ایک بدمعاش سائنسدان اس کا غلط استعمال کرکے دنیا میں تباہی برپا کرسکتا ہے

مارچ ۲۰۲۳ء میں چیٹ جی پی ٹی ۴ر سال کے بعد آرٹی فیشیل انٹیلی جنس (اے آئی، مصنوعی ذہانت) نے لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کیا۔ لیکن اس سے قبل بھی اس میدان میں دلچسپ پیش رفت ہوئی، جس نے انسانیت کو صحت کے تعلق سائل سے نمٹنے میں مدد دی۔ یونیورسٹی آف ٹورنٹو کے پروفیسر ڈاکٹر کامران خان طور سے یہ واسٹکیر فلٹ ٹیکنی کے بانی ہیں۔ یہ ٹیکنی بخار یوں کی پیش گوئی کیلئے اے آئی استعمال کرتی ہے۔ انہوں نے ایک ایپلیکیشن فارم تیار کیا ہے جو تیزی کو ویب سائٹس سے لے کر ایئر لائن کی جنگ تک کے ذرائع سے لے کر ۱۵ر زبانوں میں روزانہ ایک لاکھ صفحات کی ٹریکنگ کرتا ہے۔ دسمبر ۲۰۱۹ء میں انہوں نے چین کے ووہان مارکیٹ میں ایک نئے وائرس کی سراغ لگایا تھا۔ انہوں نے خبردار کیا تھا کہ یہ وائرس چین سے باہر پھیل جائے گا۔ انہوں نے کنٹیلی میں اپنے کا کلون کو مشورہ دیا کہ وہ ووہان جانے والے راستوں سے گریز کریں۔ خیال رہے کہ انہوں نے ایبا ورلڈ ہیلتھ آرگن ترنیزیشن (عالمی ادارہ صحت) کی طرف سے کووڈ ایمرجنسی کا اعلان کرنے سے ایک ماہ قبل کہا تھا۔ انہوں نے جو اے آئی استعمال کیا اسے "نیو وائے آئی" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ اے آئی کا ایک اختصاص نظام ہے جو کسی مخصوص مسئلے کیلئے وقف ہے۔ یہ چیٹ جی پی ٹی کی طرح عام مقاصد کیلئے استعمال ہونے والا اے آئی نہیں ہے۔

فاکرو اور موڈرنا دونوں دوا ساز میڈیکل کمپنیوں، کووڈ ۱۹ر کیلئے ویکسین تیار کرنے کیلئے "نیو وائے آئی" کا استعمال کرتی ہیں۔ ان کمپنیوں کے ذریعہ استعمال کیا جانے والا پلیٹ فارم کئی دہائیوں سے تیار ہو رہا تھا۔ اے آئی نے پروٹین کے ڈھانچے کا تجزیہ کرنے اور امیدواروں کی ویکسین کو بہتر بنانے میں مدد کی۔ اس سے نئی ویکسین بنانا ممکن ہوا۔ واضح رہے کہ چیٹ جی پی ٹی کو طویل طبی مسائل کے حل تلاش کرنے کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یہ وہ مسائل ہیں جن کا ڈاکٹروں کے پاس جواب نہیں ہے۔ ۲۰۱۹ء میں، کوئنجی، ایک امریکی ماں نے پایا کہ اس کے چار سالہ بیٹے ریکسن کی اشوٹ مارک گئی ہے۔ وہ مسلسل درد میں تھا۔ کوئنجی نے امریکہ کے بہترین ہسپتالوں کا دورہ کیا لیکن بیٹے کا علاج نہیں مل سکا۔ آخر کار ۲۰۲۳ء میں چیٹ جی پی ٹی کو استعمال ہونے کے چند ماہ بعد انہوں نے اس پر تمام تفصیلی میڈیکل نوٹ اپ لوڈ کردیئے۔ چند سیکنڈز میں اے آئی نے تجویز کیا کہ ریکس کی علامات مختصر ڈکورا سٹرم (ڈی کی لس) سے مطابقت رکھتی ہیں، جو ایک اعصابی عارضہ ہے۔ اس میں، ریڑھ کی ہڈی ریڑھ کی نالی سے منسلک ہوتی ہے اور اس کی حرکت کو محدود کرتی ہے جس سے اعصاب کو نقصان پہنچتا ہے اور شدید درد ہوتا ہے۔ درست تشخیص ہونے کے بعد وہ سرجری کو کامیابی سے انجام دینے کیلئے نیورو سرجن کی تلاش میں تھیں۔ انٹس امید ہے کہ اب ان کا بیٹا بھی سامنہ زندگی گزار سکے گا۔

میں اس بات سے واقف ہوں کہ کینسر اور الزائمر کی بیماری کی دوائیں تلاش کرنے کیلئے اے آئی کا استعمال کیسے کیا جارہا ہے۔ آکسفورڈ میں پوسٹ گریجویٹ طالب علم کرٹ گالاگیر نے مصنوعی ذہانت کا استعمال کرتے ہوئے ابتدائی مرحلے میں کینسر کا پتہ لگانے کا ایک نیا طریقہ تلاش کیا ہے۔ یہ ریاضی ہیں۔ اس نے اپنی زندگی ریاضی کو حیاتیات پر لاگو کرنے کیلئے وقف کردی ہے۔ آکسفورڈ یونیورسٹی میں بہت سے دوسرے محققین کینسر کا علاج تلاش کرنے کیلئے اے آئی کا استعمال کررہے ہیں۔ واضح رہے کہ ہندوستان اور ایشیا، مشرق وسطیٰ، افریقہ اور لاطینی امریکہ کے دیگر ممالک متعدی بیماریوں اور نایاب بیماریوں کا شکار ہیں۔ باقی صفحہ ۹ پر

کینسر اور الزائمر کی بیماری کی دوائیں تلاش کرنے کیلئے اے آئی کا استعمال کیسے کیا جارہا ہے